رحمۃ اللہ و برکاتہ علیکم اھل البیت انہ حمید مجید
الحمدللہ کہ در بیان عقیدۂ تفضیل این تحریر جمیل مجموع از
کلمات طیبات خاندانِ برکات دامت فیوضھم
مسمی بہ اسم تاریخی

خزائن برکاتیہ

۱۳۰۶ھ

ملقب بہ لقب مشعر سال عیسوی

سیفی علویاں برمذاق بہتانیاں

۱۸۸۹ء

تالیف لطیف

جناب مولوی صاحب والامناقب مولوی غلام شبر صاحب بدایونی قادری برکاتی

بفرمائش

حضرت سید محمد اسماعیل حسن میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم

در مطبع صبح صادق واقع ضلع سیتاپور

بتاریخ بستم ماہ جنوری برونق طبع مزین گردید

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اللّٰھم لک الحمد یا الٰہ محمد و ربہ شرف باعلی صلو اتک نبیک الکریم و حزبہ و اٰلہ الاطھار و صحبہ رب صلاۃ تربو و تنمو کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مأۃ حبۃ اَمَّا بَعۡدُ

حضرت امیر المؤمنین، امام المتقین، افضل الاولیاء بالیقین جناب سیدنا ابوبکر صدیق اکبر و حضرت امیر المومنین امام العادلین، اکمل العارفین بعد العتیق الامین جناب سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا درجات اکملیت ذاتیہ و معرفت الٰہیہ و قرب بارگاہ و کرامت عنداللہ میں حضرت شاہ ولایت، آدم الاولیا، امام الاصفیا امیر المومنین مولیٰ المسلمین حضرت سیدنا و مولانا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی سے اکمل و افضل ہونا اگرچہ ایسا مسئلہ نہ تھا جس میں متبع اولیا و علمائے اہل سنت کو جائے سخن ہو، مگر تاہم اس زمانۂ فساد و فتن میں بعض حضرات افضلیت مسلمہ حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں طرح طرح کی شاخیں نکالتے اور امور سیاست و نظم مملکت وغیرہا ظاہری باتوں پر ڈھالتے تھے اور طرفہ یہ کہ اُن میں جو صاحب خاندان عالی شان برکاتی عظم اللہ شانہ فی الحاضر و الآتی سے اپنا انتساب ظاہر کرتے وہ اِس عقیدۂ قطعیہ کی تہمت شنیعہ حضرات عالیہ دودمان مبارک پر دھرتے۔ لہٰذا علما و عرفائے اہل سنت نصرھم اللہ تعالیٰ نے عموماً اور فضلا و کملائے خاندان اقدس نے خصوصاً اس نائرہ بائرہ کی اطفا میں سعی جمیل و کوشش جلیل فرمائی۔

بالخصوص حضرت فخر دودمانِ نامی، زینت خاندان سامی، عمدۃ الاولیا، زبدۃ الاصفیا، قبلہ و کعبۂ مطلق، پیرو مرشد برحق حضرت سیدنا و سندنا سید ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب دام ظلہم العالی نے رسائل جلائل دلیل الیقین من کلمات العارفین و العسل المصفی فی عقائد أرباب سنۃ المصطفی و رسالہ 'سوال و جواب' میں تحقیق بالغ و تدقیق بازغ منتہی کو پہنچائی اور اُس کے مطابق متعدد صاحبزادگانِ خاندان عالی شان نے تحریرات و تصدیقات فرمائیں کہ فقیر نے آخر رسالہ 'تنبیہ الاشرار المفترین علی الاخیار' میں سرمۂ انظار اولی الابصار بنائیں۔ باقی حضرات عالیہ سجادہ نشینانِ خانقاہ عالم پناہ و دیگر صاحبزادگان دودمان فلک جاہ کی قلمی و دستخطی تحریرات شریفہ

وتصدیقات منیفہ سے یہ پرچہ مرتب اور بنام 'خزائن برکاتیہ' (۱۳۰۶ھ) ملقب کرتا ہے۔

وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْهِ اُنِیْبُ

عبدہ غلام صدیق معروف بہ غلام شبر قادری

برکاتی ابوالحسینی عفا اللہ عنہ سیأتہ

حضرت سید شاہ محمد صادق قادری مارہروی

برادرزادہ وخلیفہ حضور خاتم الاکابر

رسائل العسل المصفی ودلیل الیقین وسوال وجواب میں بحسب تحقیق حضرات جمہور اہل سنت و الجماعت رحمہم اللہ تعالیٰ جو مسئلہ افضلیت حضرت افضل الاولیا، اکرم الاصحاب، خیر البشر بعد الانبیاء بالتحقیق سیدنا ومولانا امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مندرج ہے مطابق ہے ارشادات عالیہ حضرات امام الصوفیۃ الکرام سید الاولیاء العظام حضرت سیدنا ومولانا مولیٰ علی مرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی ودیگر ائمہ شریعت ومالکان ازمہ طریقت کے اور یہی عقیدہ فقیر اور تمامی اکابر واسلاف کرام فقیر کا ہے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ پس جو شخص کہ ہمارے اسلاف کے عقائد کو مخالف عقائد مندرجہ کتب مذکورہ بتاتا ہے بلا شبہ وہ مفتری ہے اور مخالف جماہیر ائمہ ظاہر وباطن ہے۔

سید محمد صادق عفا اللہ عنہ

سجادہ نشین درگاہ عالم پناہ برادرزادۂ حقیقی حضور پرنور سیدنا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ

العبد سید محمد جعفر حسین چشتی قادری برکاتی خلیفہ وبرادرزادہ حضور پرنور ممدوح روح اللہ روحہ

العبد فقیر محمد عسکری خادم درگاہ معلیٰ برادرزادۂ حقیقی حضور پرنور موصوف نور اللہ مرقدہ بقلم خود

☆☆☆

حضرت سید شاہ ظہور حسین قادری مارہروی

صاحبزادہ وجانشین حضور خاتم الاکابر

بموجب مذہب اہل سنت وجماعت کے اعتقاد مناقب کاملہ اور فضائل خاصہ جناب خاتم الخلفاء، امام

الاولیا حضرت مولیٰ علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عین ایمان ہے اور عقیدہ افضلیت افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی اتباع جناب امیر علیہ السلام اور اجماع جمہور صحابہ کرام کے واجب الایقان ہے۔ائمہ شریعت واکابر طریقت نے اس کی تصریح فرمادی ہے۔ چناں چہ سبع سنابل وتحفۂ اثنا عشریہ وغیرہ سے بخوبی ثابت ہے۔میرا اور میرے اسلاف کا یہی عقیدہ ہے جو کوئی میری طرف نسبت مخالفت جمہور اہل سنت کی کرے وہ کاذب ہے۔فقط

فقیر ظہور حسین عرف چھٹو میاں بقلم خود

زیب سجادہ معلائے برکاتی احمدی صاحبزادۂ حضور پرنور ممدوح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سید شاہ ابوالحسن علی عرف میر صاحبؒ

مرید وخلیفۃ ونبیرۂ خاتم الاکابر

ہیچ ولی بدرجۂ ہیچ پیغامبرے نرسد زیرا کہ امیر المومنین ابوبکر بحکم حدیث بعد پیغمبراں علیہم الصلوٰۃ والسلام از ہمہ اولیا برترست واو بدرجۂ ہیچ پیغامبرے نرسید بعد او امیر المومنین عمر بن الخطاب ست و بعد او امیر المومنین عثمان بن عفان ست بعد او امیر المومنین علی ابن ابی طالب ست رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔کسے کہ امیر المومنین علی را خلیفہ نداند از خوارج ست وکسے کہ اور ابر امیر المومنین ابوبکر وعمر تفضیل کند او از روافض ست۔

سبع سنابل عن تیسیر الاحکام للقاضی شہاب الدین الدولت آبادی۔

ازایں جا باید دانست کہ در جہان نہ ہمچو مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پیرے خواہد شد و نہ ہمچو ابوبکر مریدے ہویدا گشت۔

دوم فرقۂ شیعہ تفضیلیہ کہ جناب مرتضوی را بر جمیع صحابہ تفضیل می دادند وایں فرقہ از ادنیٰ تلامذۂ آں لعین شدند وشمہ از وسوسۂ او قبول کردند وجناب مرتضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ در حق ایں ہا تہدید فرمود کہ اگر کسے را خواہم شنید کہ مرا بر شیخین تفضیل می دہد اور احد افترا کہ ہشتاد چابک ست خواہم زد۔(تحفۂ اثنا عشریہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی)

عقیدۂ عاجز حسب اعتقاد جمہور اہل سنت اور موافق اپنے اجداد و جناب والد ماجد صاحب مدظلہ

العالی کے ہے، جس کی عبارت بالا تحریر ہے۔

سید ابوالحسن علی عرف میر صاحب بقلم خود

نبیرہ وخلیفۂ حضور پُرنور ممدوح اطاب اللہ ثراہٗ

☆☆☆

حضرت سید شاہ ابوالقاسم حاجی اسماعیل حسن مارہروی

حضرت امام المشائخ والاولیا، سید العارفین الاصفیا مولانا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ پر تفضیل جناب افضل الاصحاب امام المشاہدین صدیق اکبر وجناب ناطق بالصواب امام المجاہدین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں میرا اور میرے سب اسلاف کرام کا عقیدہ موافق تشریح وتصریح حضرات مشائخ عظام وعلمائے اعلام جمہور اہل سنت وجماعت کے وہی ہے جو مطابق عقائد خاندان ہدایت نشان برکاتیہ کے جناب برادر صاحب میاں صاحب قبلہ نے 'دلیل الیقین' ورسالہ العسل المصفی وغیرہ میں تحقیق فرمایا ہے جو کوئی شخص ہم کو عقائد حقہ جمہور اہل سنت میں خصوصاً عقیدۂ افضلیت جناب خیر البشر بعد الانبیاء بالتحقیق میں مخالف جمہور اہل سنت بتاتا ہے وہ خود مخالف جمہور ہے اور مفتری ہے۔ جیسا کہ 'سبع سنابل' اور 'شرح نزہۃ الارواح' وغیرہ سے ظاہر ہے۔

حضور پُرنور سیدنا ومولانا شمس الملۃ والدین ابوالفضل آل احمد اچھے میاں صاحب مارہروی قدس سرہٗ الشریف کی ملاحظہ واصلاح فرمودہ جلد عقائد 'آئین احمدی' جو ہمارے پاس موجود ہے اور جابجا اُس پر حضور اقدس نے اپنے قلم مبارک سے بطور تحشیہ واصلاح رقم فرمایا ہے اِس مقام پر اُس کی عبارت واسطے تنبیہ ودفع اوہام مخالفین مفترین کے نقل کی جاتی ہے۔

درکتب معتبرۂ عقائد مذکور ست کہ اگر قائل شود بہ تسویہ خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وتفضیل نمی دہد ایشاں را بر قدر ترتیب ایشاں در خلافت وے مبتدع ست باخف بدعت از تفضیلی وامر ایں مبتدعاں اگرچہ از امر کافر اخف است ولیکن امر انکار وے در دنیا اشدست از انکار بر کافر زیرا کہ شر کافر متعدی نیست بدیگرے زیرا کہ چوں مسلمانان اعتقاد بر کفر او نمی کنند التفات نمی نمایند قول اورا بخلاف مبتدع

کہ او دعوئے اسلام می کند و گمان می برد کہ معتقد وے حق ست و ایں سبب غوایت خلق ست و شر او متعدی است بر مسلمان۔ و خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ و غیر ایشاں از بزرگان اولیا گفتہ اند کہ خلت عبارت ست از دو مقام یکے نہایت مرتبہ محبی و دیگرے نہایت درجات و مراتب محبوبی و ہیچ کس را با حضرت رسالت ﷺ دریں مرتبہ شرکت نیست و مقام محمود مشعر بایں نہایت و آں درجہ کمال ست و آں کہ فرمودہ اند اگر کسے را دریں مقام خاص با من شرکت بودے ابوبکر را رضی اللہ عنہ بودے۔ ایں دلیل ست برآں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بکسب ولایت و علم باطن کہ علم باللہ است اکمل و اعظم و افضل و اعلم اولیائے امت ست بلکہ اکمل ہمہ صدیقان ست بعد از پیغمبراں و صدیق اکبر ست و کبرائے اہل بصیرت را قدس اللہ ارواحہم بریں معنی اجماع ست و ایں معنی بکلی دفع خیال کسانے می کند کہ برخلاف ایں اعتقاد دارند و افضلیت وے را بر وجہِ دیگر تاویل می کنند۔ فقط

السید محمد اسماعیل حسن ابوالقاسم ملقب بہ شاہ جی

خلیفہ و نبیرۂ حضور پرنور ممدوح اعلی اللہ ذکرہ

حضرت سید شاہ حسین حیدر برکاتی مارہروی
نواسہ و خلیفہ خاتم الاکابر، تلمیذ تاج الفحول

.... لھم العبد ان یزرع فی مزرع الخلد حبۃ الحمد و اصبھا بوابل فنبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ و صل و سلم علی حبیبک المصطفی و الہ الشرفاء و صحبہ اللطفاء سادات العرفاء و سائر الاحبۃ آمین

سبع سنابل مزرع شریعت اعنی نصوص صریحۂ قرآن و حدیث و دلائل مستنبطۂ قدیم و حدیث و اجماع صحابہ و تابعین و اقوال ائمہ مجتہدین و اولیائے کاملین و علمائے دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا دانہ دانہ سچی شہادت کے روشن موتیوں سے چمک رہا ہے کہ حضرات خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم

اجمعین بعد الانبیاء والمرسلین افضل البشر وسردار وسرور جملہ محبوبان حضرت جلیل اکبر ہیں جل و علاو سبحانہ و تعالیٰ اور ان میں اجل و افضل، اکرم و اکمل حضرات شیخین وزیرین رضی عنہما رب المشرقین۔

حضرات عالیہ مشائخ کرام خاندان برکاتیہ قدست اسرارہم وتمام اسلاف فقیر اس عقیدے اور جمیع عقائد میں موافق اہل سنت و جماعت ہیں اور خود کیوں کر ممکن کہ معاذ اللہ اولیائے امت وصلحائے ملت پر مخالفت عقیدۂ رشیدہ کی تہمت رکھیں ولکن من لم یجعل اللہ لہ نورا فمالہ من نور۔

'سبع سنابل' حضرت جدنا و مرشدنا سیدنا و سندنا حضرت میر عبدالواحد بلگرامی عطر اللہ ذکرہ السامی سے 'فص الکلمات' حضرت اسد الواصلین، سید الکاملین، محبوب العاشقین سیدنا شاہ حمزہ صاحب مارہروی قدس اللہ سرہ القوی تک اس معنی کی وہ قاہر تصریحیں، باہر تشریحیں ملیں گی جس کے بعد حق کو نہیں مگر وثوق اور باطل کے لیے نہیں مگر زہوق والحمد للہ رب العالمین۔

فقیر نے حضور پُرنور آقائے نعمت، دریائے رحمت حضرت جدی و مرشدی حضرت سید شاہ آلِ رسول احمدی علیہ الرضوان السرمدی سے یہ مسئلہ پوچھا ارشاد فرمایا "تفضیل شیخین قطعی ہے" اور حضور کو بارہا فرماتے سنا کہ "ہمارے مشائخ عظام واساتذۂ کرام کا مسلک یہی ہے"۔

اسی طرح حضرت اخی المعظم، عالم سلالۃ الواصلین الکرام، نقاوۃ الکاملین العظام حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قبلہ دام ظلہم نے حضور پُرنور سے تحقیق کیا اور اپنی تصانیف جلیلہ دلیل الیقین من کلمات العارفین والعسل المصفی وسوال وجواب میں اُسے بروجہ اتم رنگ تفصیل دیا۔ جزاہ اللہ تعالی خیر جزاء

ہمارے اکابر کے کلمات علیہ نہ صرف اجمالاً تفضیل شیخین ظاہر فرماتے ہیں، بلکہ بکمال تفصیل مناط تفضیل قرب بارگاہ واکرمیت عنداللہ و مدارج کرامت و معارج ولایت بتاتے ہیں۔ ان غلامان حضرت ساقی کوثر کی انجمن ہدایت مامن معاذ اللہ مذاق چشان صہبائے عیاری کی بزم طراری نہیں جس میں بادۂ گل رنگ عیاران شوخ وشنگ کی ہوش ربا ترنگ اپنی امنگ میں دلیل یقین وکلمات عارفین سے برسر جنگ ہو یا تلخ مذاقی ساغر ساقی جدال و ناچاقی عسل مصفائے آیات باصفا واحادیث

مصطفی علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل الثنا وارشادات عالیہ حضرت امام الاولیا، سید العرفا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی سے شکستہ رنگ اگر خدارا انصاف دے قرآن وحدیث میں اکرم عند اللہ وخیر الاولین والآخرین وخیر اہل السموات والارضین وغیرہا کلمات جلیلہ کا مبنیٰ صرف ظاہری خلافت وملک گیری و سیاست کو ٹھہرانا حقیقتاً منصب رفیع وعظیم وجلیل وکریم ولایت ومعرفت حضور شاہ ولایت کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو گھٹانا ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے دوسری ایسی ظاہری باتوں پر یوں اکرم وافضل وبہتر و اجل قرار پاتے ہیں۔

حق تعالیٰ ہدایت بخشے اور حضرت اسد اللہ الغالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غضب وعتاب ودرۂ عقاب سے دنیا وآخرت میں محفوظ رکھے آمین۔

فِیۡہِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ

اَلْعَسَلُ الْمُصَفّٰی فِیْ عَقَائِدِ اَرْبَابِ سُنَّۃِ الْمُصْطَفٰی (۱۲۹۸ھ)

مسمّٰی بہ

عقائدِ نوری

از

نورُ العارفین سیّد شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی رحمۃ اللہ علیہ

(متوفی ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ رَضِیَ لَنَا الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا، وَبَیَّنَ لَنَا اُصُوۡلَہٗ وَاَوۡضَحَ فُرُوۡعَہٗ اِیۡضَاحًا مُّبِیۡنًا، وَزَادَنَا بِفَضۡلِہٖ عِرۡفَانًا وَّیَقِیۡنًا، وَاَشۡھَدُ اَنۡ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہُ الۡھَادِیۡ اِلَی الطَّرِیۡقِ الۡقَوِیۡمِ وَالصِّرَاطِ الۡمُسۡتَقِیۡمِ، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحۡبِہٖ نُجُوۡمِ الۡھُدٰی وَاَقۡمَارِ التُّقٰی وَمَصَابِیۡحِ الدُّجٰی اَجۡمَعِیۡنَ۔

امابعد

خدا کی طرف شکوی کہ زمانہ وہ آیا کہ علم مدبر ہے اور جہل ظاہر، سنن ضائع اور فتن شائع، سداد مخذول و فساد مقبول، اہل بدعت نے عوام میں طرح طرح جال پھیلایا ہے اور اس فرقہ ناجیہ اہل سُنّت و جماعت نے حفظِ عقائد سے یک دست ہاتھ اٹھایا ہے، بدمذہب اپنے اطفال کو زبان کھلتے ہی مشربِ باطل کی تعلیم شروع کرتے ہیں اور اہل حق ایں وآں میں وقت گنوا کر تعلیم عقائد حصولِ علم پر موقوف رکھتے ہیں، پھر وہ کتنے ہیں جنھیں علم حاصل ہوتا ہے، اور ہوا بھی تو بہت ذی علم حکمت وفلسفہ کی آفت میں تحقیقاتِ دینیہ کو جھگڑا تصور کرتے اور اس سے دامن برچیدہ رہتے ہیں، اور جو علم سے محروم رہے اُن کا تو کہنا ہی کیا، لوحِ سادہ ہیں، جو چاہے نقش جمائے، جیسی صحبت پائی ویسے ہی ہو گئے، تحقیق کا شوق نہیں کہ اپنے علما سے دریافت کریں۔

لہٰذا فقیرِ ملتجی الی المولی الغنی سید ابوالحسین احمد النوری ملقب بہ میاں صاحب قادری برکاتی مارہروی اَصۡلَحَ اللّٰہُ لَہُ الشَّاھِدَ مِنۡہُ وَالۡغَائِبَ وَزَھَّدَہٗ فِی الدُّنۡیَا وَرَغَّبَہٗ فِی الرَّغَائِبِ۔ آمین بہ نظر خیر خواہی برادرانِ دین چند سطر عقائد اہل سنت و جماعت میں بہ سلاستِ زبان و وضاحت بیان وشرحِ مسائل وطرح دلائل منصہ تحریر پر جلوہ نما اور رسالہ کو بہ نامِ تاریخی اَلۡعَسَلُ الۡمُصَفّٰی فِیۡ عَقَائِدِ اَرۡبَابِ سُنَّۃِ الۡمُصۡطَفٰی (۱۲۹۸ھ) مسمّٰی کرتا ہے، اہل سنت سے اُمید کہ اس مذہب حق کی نگاہ بانی میں جو رسول اللہ ﷺ اور ان کے آل و اصحابِ مکرم سے بہ تواتر منقول کما ینبغی عرق ریزیاں فرمائیں اور اِس رسالہ کو کہ سب بدعاتِ تازہ وکہن کا قاطع اور مذاہب حق وصحیح کا جامع ہے خود بھی بہ اہتمامِ تمام پڑھیں اور اپنی عورتوں اور بچوں کو پڑھائیں، بل کہ بعد قرآنِ مجید اسی کی تعلیم مقدم رکھیں کہ علم عقائد تمام علوم سے اہم تر ہے، اگر خدا نے چاہا علم ہاتھ آیا تو آج جو مجملاً جانا ہے کل بہ تفصیل و دلیل جان لے گا، ورنہ نجات کے لیے اِن شاء اللہ تعالیٰ اِسی قدر بس ہے۔ وَحَسۡبُنَا اللّٰہُ وَنِعۡمَ الۡوَکِیۡلُ،

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ تعالیٰ کی توحید و تنزیہ

اللہ تبارک و تعالیٰ ایک ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں، نرالا ہے، اُس کا کوئی مثل نہیں، ایک ہے، مگر نہ وہ ایک جو گنتی میں آئے، نہ وہ ایک جو دو سے کم ٹھہرایا جائے، گنتی، شمار اور گننے والے سب اس کے بنائے ہوئے ہیں، جب گنتی نہ تھی وہ جب بھی ایک ہی تھا، سب عیبوں اور ناکارہ باتوں سے پاک ہے جو اس کی بڑائی کو زیب نہیں دیتیں، سب اُس کے مخلوق اور وہ کسی کا مخلوق نہیں، سب اُس کے محتاج اور وہ کسی کا محتاج نہیں۔ماں، باپ، جورو، بیٹے، بیٹیاں تمام رشتوں سے پاک ہے، دوسرا کوئی اس کے جوڑ کا نہیں، ہمیشہ تھا اور ہمیشہ رہے گا، اور جیسا جب تھا ویسا ہی اب ہے اور جیسا اب ہے ویسا ہی رہے گا۔

نہ وہ بدلے، نہ گھٹے، نہ بڑھے، نہ زمانہ اس پر گذرے، نہ مکان اسے گھیرے، ہم پر کچھ زمانہ گذر گیا، کچھ آنے والا ہے، اس کے نزدیک سب برابر ہے، وہ زمانہ میں نہیں، مگر ہر زمانہ کے ساتھ ہے، نہ وہ جوہر ہے، نہ عرض، نہ جسم ہے، نہ بدن، نہ لمبا، نہ چوڑا، نہ فربہ، نہ لاغر، نہ اس کے لیے شکل، نہ صورت، نہ حال، نہ کیفیت کہ کوئی کہہ سکے کیوں کر ہے، کیسا ہے، کس وضع کس رنگ کا ہے، نہ مقدار و کمیت کہ اس قدر تھا یا اتنا ہے، نہ حد و اِنتہا کہ یہاں سے شروع ہوا یا اس جگہ ختم ہوا، نہ طرف و جہت کہ آگے ہے یا پیچھے، دہنے ہے یا بائیں، سر کی جانب ہے یا نیچے، نہ وہ کسی چیز سے مرکب، نہ اس میں ٹکڑے یا قسمیں نکلیں، نہ وہ کسی چیز میں در آئے، نہ اس میں کوئی چیز در آئے، نہ وہ کسی چیز سے مل کر ایک ہو جائے، نہ کوئی چیز اس کے مشابہ، نہ ضد، نہ مددگار، نہ مخالف، نہ یار، سب اس کے قبضۂ قدرت میں ہیں اور وہ کسی کے قابو میں نہیں۔

نہ اُس کی ذات عقل میں آسکے، نہ کسی کا وہم اسے پاسکے، نہ کوئی نئی بات اس میں پیدا ہو، عالم سب نیا بنا ہے، پہلے کچھ نہ تھا، اگر وہ عرش پر متمکن ہے تو جب عرش نہ تھا کہاں تھا، اگر اس میں زمان و مکان و جہت و مسافت و کیف و کم کو گذر ہے تو جب یہ چیزیں نہ تھیں وہ کیوں کر تھا، جیسا جب ان سب امور سے پاک تھا اب بھی پاک ہے، وہ تمام جہان سے نرالا ہے اور اپنے نرالے پن میں سب چیزوں سے

نزدیک اور بندہ کی شہ رگ گردن سے زیادہ قریب، نہ وہ قرب جس میں مسافت کو دخل ہو، وہ سب چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے، نہ ایسا گھیرنا کہ وہ اشیا اس کے اندر ہوں اور اللہ ان کے باہر، بل کہ وہ گھیرنا جو عقل میں نہیں آتا، وہ علی اعلیٰ ہے، عرشِ عظیم پر فوقیت والا، نہ وہ فوقیت جس کے سبب عرش سے پاس ہو اور زمین سے دور، بل کہ اس کے حضور عرش، زمین، اونچا، نیچا، اگلا، پچھلا سب ایک سا ہے، پاک ہے۔

وہ سب سے نرالا پاک ہے، وہ بڑی پاکی والا بادشاہ ہے، بے وزیر خلاق ہے، بے نظیر زندہ ہے، بے فنا قادر ہے، بے عجز، نہ اسے اونگھ آئے، نہ نیند، عرش، کرسی، آسمان، زمین سب کو تھامے ہوئے ہے، نہ وہ تھامنا جو عقل میں آئے، نہ دینے سے اس کا ملک گھٹے، نہ روکنے سے بڑھے، اگر ذرہ ذرہ، پتہ پتہ عالم کا ایک آن میں اپنی تمام مرادیں جہاں تک ان کا گمان پہنچے اس سے طلب کریں اور وہ سب مرادیں برلائے اور ان سے کروڑوں کروڑ حصے زیادہ عطا کرے، اس کے خزانہ میں ایک ذرہ کم نہ ہو، اور کسی کو کچھ نہ دے تو ایک شمہ بڑھ نہ جائے، کسی کی اطاعت کی اسے پروا، نہ معصیت سے نقصان، ایمان وعبادت پر اپنے فضل سے ثواب دے گا، اور اس پر کوئی کام واجب نہیں ہوتا، کفر و معصیت پر عذاب کرے گا، اور وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا، اس کے عدل کو بندوں کے عدل پر قیاس نہیں کر سکتے کہ بندوں سے ظلم متصور ہے، اور اس سے ہر گز معقول نہیں کہ ظلم تو وہ ہے کہ غیر کے ملک میں بے جا تصرف کیا جائے اور اللہ جو کچھ کرے اپنے ملک میں کرتا ہے، دوسرا کسی چیز کا مالک ہو ہی نہیں سکتا۔ طاعت پر راضی ہوتا ہے اور معصیت پر غضب فرماتا ہے، نہ وہ رضا و غضب جسے ہم رضا و غضب سمجھتے ہیں کہ کوئی کیفیت تازہ پیدا ہو، جو پہلے نہ تھی، یا رضا میں کوئی آرام و لذت یا غضب میں کچھ تکلیف و حرارت نکلے، عالم اپنے اختیار سے بنایا، چاہتا تو نہ بناتا اور اس نہ بنانے سے اس کی خدائی میں کچھ نقصان نہ آتا، نہ اسے بنانے سے فائدہ تھا، نہ بے بنائے نقصان، اب جو بنایا تو بنانے میں کوئی اس کا شریک یا رائے کا بتانے والا نہ تھا، نہ اسے رائے و فکر کی حاجت، نہ اس کے فعل کے لیے کوئی موجب و علت، مگر کوئی کام اس کا فائدہ و حکمت سے خالی نہیں، بے کار کوئی چیز اس نے نہ بنائی، نہ اس کے کاموں کی سب حکمتیں عقل میں آسکیں، جو چاہا سو کیا، جو چاہے گا سو کرے گا، اس کے فعل پر کوئی اعتراض کرنے والا نہ اس کے حکم کا کوئی پھیرنے والا، غرض اس کے معاملے میں عقل کے پر جلتے ہیں اور وہم و خیال گردن جھکا کر نکلتے ہیں۔ سب باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ جو کچھ عقل میں آتا ہے خدا نہیں اور جو خدا ہے اس تک

عقل رسا نہیں، پاکی اسے جو سب عیبوں سے پاک ہے۔

اللہ تعالیٰ کی صفتیں

اللہ تعالیٰ جس طرح تمام عیبوں 'ورکم مقدار باتوں سے جو اس کی بڑائی کے لائق نہیں' پاک ہے۔ یوں ہی ساری خوبیوں اور نفیس کمالوں سے جو اس کی بزرگی کے سزاوار ہیں' موصوف ہے اور جیسے وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا یوں ہی اس کی صفتیں بھی ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی اور ان میں بھی کمی' زیادتی' تغیر' تبدل کو راہ نہیں، نہ ان میں کوئی نئی بات پیدا ہو، نہ وہ کسی کی بنائی ہوئی، نہ وہ خدا کی عین، نہ خدا سے کبھی جدا ہوسکیں، نہ عقل وگمان میں سمائیں، نہ مخلوق کی صفتوں سے مناسبت رکھیں، جیسے وہ پاک ہے یوں ہی اس کی صفتیں بھی سب نقصان وعیب سے پاک ہیں۔

ان میں سے **ایک صفت حیات** ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا، سب لوگ اس کے زندہ کیے ہوئے ہیں اور وہ آپ زندہ ہے، سب کی زندگی فانی' اس کی باقی، سب کی ناقص' اس کی کامل، اس کی زندگی روح یا سانس پر نہیں، اس کا کوئی کمال اس کے غیر پر موقوف نہیں، جیسے وہ آپ ہی آپ موجود ہے یوں ہی اس کی صفتیں بھی آپ ہی آپ اس کے لیے ثابت ہیں۔

دوسری صفت علم کہ ہمارا مالک سب چیزوں کلّی' جزئی کو خوب بہ تفصیل جانتا ہے۔ کیا وہ نہ جانے جس نے بنایا اور وہی ہے پاک خبر دار تحت الثریٰ کے نیچے سے عرشِ اعلیٰ کے اوپر تک۔ کوئی ذرہ کسی وقت اس کے علم سے غائب نہیں۔ دلوں میں جو خطرے گذرتے ہیں ان پر آگاہ ہے، عالم میں جو کچھ ہوا اور ابد تک جو کچھ ہوگا سب کو ازل میں جانتا تھا اور جانتا ہے اور ہمیشہ جانے گا، نہ وہ بہکے، نہ بھولے۔ جہان نہ تھا پھر بنا پھر فنا ہوگا، بے شمار پیدا ہوتے ہیں، بے شمار مرتے ہیں، پیڑ پھولتے ہیں، مرجھاتے ہیں، ذرے چمکتے ہیں، چھپ جاتے ہیں، پتے ہلتے ہیں، ٹوٹتے ہیں، گرتے ہیں، پھر نئے نکل آتے ہیں، طرح طرح کی تبدیلیاں جہان میں ہوتی ہیں اور اس کے علم میں کچھ تغیر نہیں، یہی وجہ ہے کہ وہ کوئی کام کرکے پچھتانے سے پاک ہے، پچھتائے تو وہ جسے پہلے سے انجام کا حال نہ معلوم ہو، جو ایسا گمان کرتا ہے بے ایمان کافر ہے۔

تیسری صفت قدرت کہ وہ ہر چیز ممکن پر قادر ہے، جو چاہے کرسکتا ہے، اس کی قدرت کسی آلہ اور ہتھیار پر موقوف نہیں، تمام کارخانہ جہان کا ایک ذرا سا جلوہ اس کی قدرت کا ہے، ایک اشارہ میں سب بنا دیا، پھر ایک دم میں مٹا دے گا، پھر ایک دم میں سب موجود کر دے گا اور یہ کام اس پر کچھ دشوار نہیں

گزرتے، نہ وہ کبھی تھکتا ہے، اپنی قدرت سے آگ میں گرمی رکھی، پانی میں سردی، آنکھ کو دیکھنا سکھایا، کان کو سننا، وہ چاہے تو پانی سے جلا دے، آگ سے پیاس بجھا دے، آنکھیں سننے لگیں، کان باتیں کریں۔

چوتھی صفت اِرادہ کہ عالم میں جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہوتا ہے اور جو ہوگا بے اس کے ارادہ کے نہیں، ارادہ اس کی صفت قدیم ہے، اس کی ذات سے قائم، مگر تعلق اس کا ان چیزوں کے ساتھ وقت وقت پر ہوتا ہے، جس چیز سے وہ اِرادہ قدیم متعلق ہوا موجود ہوگئی، جو چاہا وہ ہوا، جو نہ چاہا نہ ہوا۔ عالم کا چھوٹا بڑا، بھلا برا، کم زیادہ، نفع نقصان، کفر، ایمان، طاعت، عصیان؛ جو کچھ ہوتا ہے سب اس کے ارادہ سے ہوتا ہے۔ خیال کرو جہان میں ایک آن میں کس قدر کام ہوتے ہیں، کس قدر پتیاں ہلتی ہیں، کتنی ہوائیں چلتی ہیں، جان دار سانسیں لیتے ہیں، پلکیں جھپکتی ہیں، نبضیں جنبش کرتی ہیں، چلنے والوں کے پاؤں، کام کرنے والوں کے ہاتھ، دیکھنے والوں کی نگاہیں حرکت کرتی ہیں، ان میں سے کسی کام کا شمار خدا کے سوا کوئی نہیں کرسکتا، پھر ان سب کاموں پر ایک ایک کرکے وہی حکم دیتا ہے، ایک کام اسے دوسرے کام سے غافل نہیں کرتا۔ آدمی، فرشتے، جن سارا جہاں اکٹھا ہوکر ایک ذرہ کو جنبش دینا چاہے اور اس کا ارادہ نہ ہو ہر گز نہ ہلا سکے، اور اس کا ارادہ اس معنیٰ کر نہیں کہ کسی چیز کی طرف خواہش ورغبت پیدا ہو، بل کہ وہ اس کی ایک صفت ہے جس کے تعلق سے چیزیں عدم سے وجود میں آتی ہیں۔

پانچ ویں صفت سمع یعنی سننا کہ عالم میں ایک وقت میں فرشتوں، آدمیوں، جنوں، جانوروں کی مختلف آوازیں، رنگ رنگ کی بولیاں ہوتی ہیں، پتے کھڑکھڑاتے ہیں، لوہے، پتھر، برتن کھڑکتے ہیں، طرح طرح کے باجے بجتے ہیں، گھوڑوں کی سموں، آدمیوں، جانوروں کے پاؤں سے پہچل پیدا ہوتی ہے، لکھنے میں قلموں، کھولنے بند کرنے میں دروازوں سے آواز نکلتی ہے، وہ ایک آن میں ان سب صداؤں کو الگ الگ سنتا ہے اور ایک کا سننا اسے دوسرے کے سننے سے نہیں روکتا۔

چھٹی صفت بصر یعنی دیکھنا کہ کیسی ہی باریک چیز، کیسی ہی تاریک جگہ میں ہو اسے ویسا ہی دیکھ رہا ہے جیسے پہاڑوں کو آفتاب کی روشنی میں، موجوداتِ عالم اس کے دیکھنے میں ایک دوسرے کی آڑ نہیں ہوسکتے، سیاہ چیونٹی جو اندھیری رات میں ہزاروں ظلمتوں میں پہاڑوں کی کھوہ میں، یا دریاؤں کی تہ میں آہستہ چلتی ہے اسے دیکھ رہا ہے اور اس کی پہچل سن رہا ہے، اور اپنے دیکھنے سننے میں آنکھ، ڈھیلے، پتلی، نگاہ، کان، سوراخ وغیرہا تمام آلات سے پاک ہے، بے آنکھ دیکھتا ہے اور بے کان سنتا

ہے، جیسے بے دل کے جانتا ہے اور بے پنجہ انگلیوں کے کام کرتا ہے۔ قرآن وحدیث میں جو ید، عین، وجہ، ساق وغیرہ خدا کے لیے وارد ہوئیں وہ سب اس کی صفتیں ہیں، ہم ان کی کنہ نہیں جانتے۔ جسم سے پاک ہے اور مشابہتِ مخلوق سے جدا۔

ساتویں صفت کلام کہ وہ بھی صفت قدیم ہے، اس کی ذات سے قائم اور آلہ زبان و دہان سے منزہ، نہ وہاں آواز ہے، نہ صرف زبان کہ روکنے یا لب بند کرنے سے ختم ہو جائے، یا الحمد میں الف پہلے کہہ لے جب لام پر پہنچنے پائے، بل کہ جیسے وہ عقل میں نہیں آتا اس کا کوئی وصف بھی خیال میں نہیں سماتا، اسی لیے اسے کسی وقت خاموش نہیں رکھ سکتے، نہ اس کے کلام میں ماضی حال استقبال نکلے کہ وہاں زمانہ کو تو دخل ہی نہیں، موسیٰ علیہ السلام نے جو اس کا کلام سنا وہ یہی کلام تھا جو زبان و حرف و آواز و تقدیم و تاخیر سے پاک ہے۔ قرآنِ مجید زبانوں سے پڑھا جاتا ہے، دلوں میں یاد رکھا جاتا ہے، کاغذوں میں لکھا جاتا ہے، باوجود اس کے وہ جو اس کا کلام قدیم ہے اس کی ذات سے قائم اور اس سے جدا نہیں ہو سکتا اور اس سے چھوٹ کر دل یا ورق یا زبان میں نہیں آسکتا۔ یہ مسئلہ بھی ایسا نہیں کہ عقل میں آسکے یا اس کی شرح کوئی تحریر میں لاسکے، جس قدر بتا دیا گیا اس پر ایمان لانا چاہیے۔

تقدیر الٰہی کا مسئلہ

اللہ تعالیٰ نے بندے بنائے اور اپنے فضل و عدل سے ان کی دو قسمیں کر دیں؛ ایک مٹھی لی کہ یہ جنت میں ہیں اور مجھے کچھ پروا نہیں، دوسری مٹھی لی کہ یہ دوزخ میں ہیں اور مجھے کچھ پروا نہیں۔ جو کیا حق کیا، مالک مختار سے کوئی کیا پوچھے، کیوں کیا، کیسے کیا، کس لیے کیا۔ عالم میں جو کچھ ہوا اور ابد تک ہو گا سب اس نے اپنے علم کے مطابق لکھ دیا تھا۔ بھلائی برائی سب اس کے ارادہ سے ہوتی ہے، مگر وہ بھلائی پر راضی اور برائی سے ناراض، اگر اس کا ارادہ اطاعت ہی کا ہوتا اور وہ نہ چاہتا کہ کوئی کفر یا گناہ کرے تو کیا زبردستی اس کی نافرمانی کرسکتا تھا۔

رہا یہ کہ پھر نافرمانی پر عذاب کیوں کرتا ہے۔ اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ خدا نے تجھے اس طرح بنایا جیسا اس نے چاہا یا ویسا جیسا تو چاہتا تھا، ضرور کہے گا کہ میرا کیا دخل تھا، ویسا ہی بنایا جیسا اس نے چاہا، اور جب یہ ہے تو پھر تجھ سے کام بھی ویسے ہی لے گا جیسے وہ چاہے گا اور تیرے ساتھ وہی کرے گا جو وہ چاہے گا، تجھے اس میں بھی کچھ دخل نہیں۔ وہ جس طرح بندوں کا خالق ہے یوں ہی ان کے کام بھی اسی کی مخلوق ہیں، وہی راہ دکھائے، وہی گم راہ کرے، گم راہ پر اس کی گم راہی میں اعتراض ہے، اور اللہ پر

کچھ اعتراض نہیں، بندے نرے مجبور بھی نہیں، بل کہ ایک طرح کا اختیار اسی کا دیا ہوا ہے جس سے نیکی بدی کرتے ہیں اور ثواب وعذاب پاتے ہیں۔ اتنا ہمیں خوب معلوم ہے کہ ہم میں اور پتھر میں فرق ظاہر ہے۔ اس مسئلہ میں بحث کرنے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا، ایمان اپنا درست کرے اور جو شرع نے بتایا مانے۔

اللہ تعالیٰ کی کتابیں

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو راہ دکھانے کے لیے اپنے خاص مقبولوں پر اپنا کلام اُتارا، ان میں سے توریت موسیٰ علیہ السلام پر، زبور داؤد علیہ السلام پر، انجیل عیسیٰ علیہ السلام پر، قرآن محمد ﷺ پر۔ جو کچھ اُس نے فرمایا سب حق ہے، اس کے کلام میں ہم اپنی عقل کو دخل نہیں دیتے، جس قدر سمجھ میں آتا ہے اسے سمجھ کر مانتے ہیں اور جو فہم سے وراہے اسے بے چون وچرا حق جانتے ہیں۔ مگر توریت وانجیل میں یہود و نصاریٰ نے بہت تحریفیں کر دیں، جابہ جا گھٹا بڑھا دیا، اور قرآنِ مجید کا اللہ نگہ باں، کوئی اس کا ایک نقطہ نہیں بدل سکتا۔

قرآن میں عرش وآسمان وجن وشیطان ونار وجناں وغیرہ جن جن چیزوں کا ذکر ہے ہم انھیں اسی معنی پر رکھتے ہیں جو ظاہر اور اہلِ اِسلام میں مشہور ہیں، ان میں پھیر پھار اور بناوٹ کرنا اور آسمان کو بہ معنی بلندی، شیطان کو بہ معنی قوتِ بدی، دوزخ وجنت کو بہ معنی الم ولذت لینا کفر ہے۔ اسی طرح جو تفسیریں قرآن کی رسول اللہ ﷺ اور ان کے اصحاب سے منقول ہوئیں ہم انہیں کا اعتبار کرتے ہیں، اپنی طرف سے آیتوں کے معنی بدلنا حرام سمجھتے ہیں۔ ہمارا کلام جیسے ہمارے اِرادہ سے ہوتا ہے اللہ کا کلام اس کے ارادہ یا اس کے یا کسی اور کے بنانے سے پیدا نہیں ہوتا، وہ تو اس کی ذاتی صفت قدیم ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فرشتے

فرشتے خدا کی مخلوق ہیں، نور سے بنائے ہوئے، نہ مرد ہیں، نہ عورت، ان کی پیدائش بس خدا کے حکم سے ہے، نہ کھاتے ہیں، نہ پیتے، ان کی غذا خدا کی یاد ہے، وہ سب معصوم ہیں، اللہ کی نافرمانی ان سے نہیں ہو سکتی، نہ وہ کام کرنے میں تھکیں، اللہ نے انھیں طرح طرح کے کاموں پر مقرر کیا ہے بغیر اس کے کہ خدا کو ان سے کام لینے کی کوئی حاجت ہو، ان میں چار فرشتے بہت مقرب ہیں؛ جبریل علیہ السلام کہ

پیغمبروں پر وحی لاتے اور فتح وشکست ان کے سپرد ہے، میکائل علیہ السلام کہ رزق بانٹنے پر مقرر ہیں، اسرافیل علیہ السلام کہ روزِ قیامت صور پھونکیں گے، عزرائیل علیہ السلام کہ بندوں کی جانیں قبض کرتے ہیں۔ پیغمبروں کے بعد ان کے رتبہ کو کوئی نہیں پہنچتا۔

اوران کے سوا اور بے شمار ملائکہ ہیں، جن کی گنتی خدا ہی جانے۔ کراماً کاتبین آدمیوں کے ساتھ ہیں نیکی بدی لکھنے کو، اور کچھ فرشتے ہیں بلاؤں سے بچانے کو جب تک خدا کا حکم رہے۔ منکر نکیر قبر میں سوال کرنے کے لیے ہیں، رضوان جنت کے خازن اور مالک دوزخ کے داروغہ۔ سب فرشتوں پر ایمان لانا اور ان کی تعظیم وتوقیر کرنا فرض اور ان کی جناب میں گستاخی کفر، جیسے بعض لوگ حضرت عزرائیل علیہ السلام کو برا کہنے لگتے ہیں، یا بعضے بے باک حضرت جبریل علیہ السلام سے اماموں کا یا مولیٰ علی کا رتبہ بڑھاتے ہیں اور جبریل کو ان کا شاگرد بتاتے ہیں، یا ذوالفقار کی تعریف میں کہتے ہیں اس سے جبرئیل کے پر کٹ گئے؛ یہ سب باتیں شیطنت وگمراہی کی ہیں۔ اللہ بچائے!

اللہ تعالیٰ کے پیغمبر علیہم السلام

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لیے اپنے پیارے بندوں کو چنا اور اپنا نبی ورسول کیا، انھیں خدا کا حکم وحی سے پہنچتا اور وہ بندوں کو پہنچاتے، یہ مرتبہ کسی کو کسب وریاضت سے نہ ملا، خدا کی دین تھی جسے چاہا دیا، پھر ان میں بعض ایسے ہوئے جن پر اللہ کی کتابیں بھی اتریں، وہ رسول کہلائے۔ انبیا کی گنتی معین کرنا نہ چاہیے، یوں کہے کہ ہم خدا کے سب نبیوں پر ایمان لائے۔

پیغمبر سب معصوم ہوتے ہیں، اللہ نے ان کی پاک طبیعتوں، ستھری طینتوں میں ایسا مادہ رکھا ہے کہ گناہ ان کے پاس ہو کر نہیں نکلتا اور شیطان کا ہرگز ان پر قابو نہیں چلتا، اوران کی عصمت فرشتوں کی عصمت سے بہتر ہے کہ فرشتے تو خدا کی فرماں برداری میں مجبور ہیں، ان میں گناہ کی طاقت ہی نہیں اور انبیا چاہتے تو گناہ کر سکتے مگر ان کے دل خدا کی یاد میں ایسے ڈوب گئے کہ گناہ کا خیال بھی نہیں گزرتا۔ انبیا وملائکہ کے سوا جہان میں اور کوئی معصوم نہیں، نہ صحابہ، نہ اہل بیت، نہ اولیا، نہ کوئی، اگرچہ اللہ کی عنایت بعض بندوں پر رہتی ہے کہ وہ گناہ نہیں کرتے اور وہ شیطان کی طرف سے خوب ہوشیار رہتے ہیں، مگر عصمت جس کا نام ہے وہ نوعِ بشر میں انبیا ہی کے لیے خاص ہے۔ وہ سب چھوٹے بڑے گناہوں سے پاک ہیں اور شریعت کے پہنچانے میں ان پر بھول چوک بھی روا نہیں۔

وہ سب اللہ کے نہایت محبوب ومقبول بندے ہیں، کوئی مخلوق خدا کی یہاں تک کہ مقرب فرشتے

بھی ان کے درجے کو نہیں پہنچتے، اللہ سے جو نزدیکی اور اس کی بارگاہ میں جو عزت پیغمبروں کو ہے کسی کو نہیں، اور جس قدر خدا کو پیارے ہیں کوئی نہیں، پھر جو کوئی کسی ولی یا صحابی یا امام کو پیغمبروں سے بہتر بتائے کافر ہے، کسی پیغمبر کی شان میں ادنیٰ گستاخی کفر، جو کچھ وہ خدا کے پاس سے لائے سب حق ہے، ہم سب پر ایمان لائے۔

سب سے پہلے نبی آدم علیہ السلام ہوئے، جو آدمیوں کے باپ ہیں، اور سب سے پچھلے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جو سب انبیا کے سردار ہیں، ہمارے حضور کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مرتبہ سب سے بڑا ہے، ان کے بعد نوح وموسیٰ وعیسیٰ علیہم السلام کہ یہ پانچوں حضرات اولوالعزم کہلاتے ہیں، ان کے سوا ادریس ولوط واسمٰعیل واسحاق ویعقوب ویوسف وہود وہارون وسلیمان وداؤد وزکریا ویحییٰ وشعیب والیسع وذوالکفل وصالح ویونس والیاس وایوب علیہم السلام وغیرہم۔

لاکھ سے کئی ہزار زیادہ پیغمبر ہوئے، عورت کوئی پیغمبر نہ ہوئی، نہ جنوں میں کوئی نبی ہوا۔ نبوت بعد موت کے چھن نہیں جاتی، وہ سب اب بھی نبی ہیں جیسے جب تھے، وہ بس ایک آن کو مرتے ہیں پھر ان کی روحیں بدن میں لوٹ آتی ہیں، اور جیسے دنیا میں زندہ تھے اس سے بہتر زندگی پاتے ہیں، اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں، رزق دیے جاتے ہیں، زمین پر ان کا بدن کھانا حرام ہے، اللہ نے انھیں اختیار دیا ہے کہ قبروں سے نکل کر جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں، عالم میں تصرف فرماتے ہیں۔

قرآنِ مجید میں شہیدوں کو زندہ بتایا اور انھیں مردہ کہنے سے منع فرمایا، پھر ان سے اور پیغمبروں سے کیا نسبت، پیغمبروں کی زندگی ان سے بھی بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو کنواری عورت ستھری بتول مریم کے پیٹ سے بن باپ کے پیدا کیا، وہ اور نبیوں کی طرح اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اللہ نے انھیں زندہ آسمان پر اٹھا لیا، نہ وہ قتل ہوئے، نہ سولی دی گئی، قیامت کے قریب اتریں گے، اور ہمارے نبی کی امت میں داخل ہو کر اُن کے دین کو رواج دیں گے۔ اللہ کے بے شمار درودیں اُس کے سب پیغمبروں پر۔

ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور تمام جہان سے پہلے بنا اور سب انبیا کے بعد ظہور ہوا، حضور کے بعد دنیا کے پردہ پر خدا کی مخلوق میں کہیں کوئی نبی نہیں ہو سکتا، اللہ تعالیٰ نے انھیں خاتم النبیین فرمایا اور اس کے یہی معنی ہیں کہ سب نبیوں کے پچھلے، جو اس کا انکار کرے اور خاتم النبیین کے معنی بدلے بے شک

کافر ہے۔ اگلے پیمبر اپنی اپنی قوم کی طرف بھیجے جاتے، ہمارے مولیٰ تمام مخلوق خدا کے نبی ہوئے، اگلی پچھلی، مری جیتی، ابتدائے مخلوقات سے قیامت تک سب کو حضور کی نبوت شامل، یہاں تک کہ انبیا بھی اُن کی اُمت میں داخل۔ پیغمبروں کو خدا نے اسی اِقرار پر نبوت دی کہ اگر تم احمد ﷺ کا زمانہ پانا تو اُس کی مدد کرنا اور اس پر ایمان لانا، سب پیمبر اپنی اُمتوں کو ہمارے نبی کے آنے کی بشارت دیتے، اور ان کی خوبیاں بیان کرتے، اور اپنی مجلسوں میں ان کی یاد سے زینت بڑھاتے، اور اسے رضامندیِ خدا کا سبب جانتے۔

اللہ کے خزانۂ قدرت میں جس قدر خوبیاں تھیں سب ہمارے نبی کو عطا ہوئیں، تمام انبیا و ملائکہ پر بزرگی ملی، کوئی ان کے رُتبہ تک نہیں پہنچ سکتا، ان کا ہم سر جہاں میں ہوا نہ ہو، جو کہے عالم میں کوئی پیمبر یا فرشتہ مرتبہ میں اُن سے بہتر یا ان کے برابر تھا یا ہے یا ہوگا کافر مطلق ہے، جتنے کمال سب پیمبروں کو ملے وہ سب اور اُن سے ہزاروں حصے زیادہ ہمارے نبی کو عطا ہوئے، ہمارے نبی کے برابر خدا کو کوئی پیارا نہیں، انہیں کے لیے جہان کو بنایا اور دنیا و آخرت کا کارخانہ پھیلایا، وہ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا، اور ان کی یاد بعینہٖ خدا کی یاد ہے، جو ان کی یاد سے منہ پھیرے جہنم میں جائے، مسلمانوں کو ان کا ذکر سنانا عبادت اور دونوں جہان کی سعادت۔

معراج کو اسی جسم کے ساتھ گئے، آسمانوں کی سیر کی، جنت دوزخ ملاحظہ فرمائے، ساتوں آسمانوں سے پرے تشریف لے گئے، یہاں تک کہ وہاں پہنچے جہاں کسی نبی، فرشتہ کی رسائی نہیں، دیدارِ خدا آنکھوں سے دیکھا، کلامِ الٰہی خود سنا، بیچ میں کوئی پیامی نہ تھا، بے شمار نعمتوں سے خدا نے نوازا، تھوڑی دیر میں دولت خانہ کو واپس آئے اور ہزار ہا برس کی راہ قطع کر آئے۔

اللہ کی بارگاہ سے انھیں گنہ گاروں کی شفاعت کا اِذن مل گیا، دنیا میں بھی شفاعت کرتے تھے، قبر میں بھی شفاعت کرتے ہیں، قیامت کے دن کسی نبی یا فرشتہ کی مجال نہ ہوگی کہ اللہ کے یہاں سفارش کرے، وہی شفاعت کا دروازہ کھولیں گے اور ان کی شفاعت سے بے شمار گنہ گار بخشے جائیں گے، اگرچہ کفر کے سوا کیسے ہی بڑے گناہوں میں عمر گزاری ہو اور بے توبہ مر گئے ہوں، اور انھیں مرتبہ شفاعت اسی سبب سے ملا کہ خدا کے یہاں اُن کی عزت سب سے بڑی ہے اور وہ سب سے زیادہ خدا کو پیارے ہیں، اس کا منکر پکا بددین ہے۔

جو کوئی اُن کی شان میں ادنیٰ گستاخی کرے یا تحقیر کی نگاہ سے ان کے ناخنوں کو بڑھا ہوا، یا

کپڑوں کو میلا بتائے فوراً ایمان جاتا رہے، ان کی عزت خدا کی بارگاہ میں بلاتشبیہ ایسی ہے جیسی بادشاہ کے دربار میں وزیر اعظم کی ہوتی ہے، اس سے گھٹا کر جو چپراسی یا خان ساماں یا کسی اور نیچے منصب سے نسبت دے اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے، ان کی شریعت سب شریعتوں اور ان کی اُمت سب امتوں سے بہتر ہے، اگلی سب شریعتیں ان کی شرع نے منسوخ کر دیں یعنی ان کا حکم ختم ہو گیا اور اب یہ شریعت جاری ہوئی جو قیامت تک رہے گی، ایمان کے یہ معنی ہیں کہ اُنھیں اپنی جان اور ماں باپ اور بال بچوں سب سے زیادہ چاہے، اگر زبان سے کلمہ پڑھتا ہے اور نماز اور روزہ خوب بجالاتا ہے اور ہمارے پیارے نبی سے محبت نہیں رکھتا بے شک کافر ہے۔

اللہ نے ان کے ہاتھ پر معجزے ظاہر فرمائے، چاند ان کے اشارے سے دو ٹکڑے ہو گیا، اور اس کا شق ہونا انہیں کا معجزہ تھا، اس میں کلام کرنے والا صریح بہکا ہوا ہے۔ اللہ نے انھیں ظاہر اور چھپی باتوں پر اطلاع دی، عالم میں جو کچھ ہوا اور جو ہونے والا ہے سب بتا دیا، انھیں اپنی بارگاہ کا پورا نائب و مختار کیا، سارے جہان میں ان کا حکم جاری، خدا کے فرشتے ان کے تابع فرمان، دنیا و دین میں جو جسے ملتا ہے ان کی سرکار سے ملتا ہے، خزانوں کا مالک خدا اور اس کے حکم سے بانٹنے والے مصطفیٰ ﷺ، جو چاہتے ہیں خدا وہی چاہتا ہے کہ یہ وہی چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے، ان کی موت بس قسم کھانے کو تھی، ہماری نگاہوں سے چھپ گئے، قبر شریف میں اگلی زندگی سے بہتر زندہ ہیں۔ ہمارا درود و سلام انھیں پہنچتا ہے، وہ جواب دیتے ہیں، ہمارے اعمال ان کے حضور پیش کیے جاتے ہیں، وہ نیکیوں پر خوش ہوتے ہیں اور برائیوں پر استغفار فرماتے ہیں۔

جو اُنھیں مردہ سمجھے اُس بد بخت کا دل مردہ ہے، جو کہے وہ مر کر مٹی میں مل گئے وہ مردود دوزخ کا کُندہ ہے، اُنھیں مشکلوں میں پکارنا اور ان سے مدد مانگنا بے شک جائز ہے، ان کے وسیلے کے بغیر کوئی نعمت نہیں ملتی، اللہ تعالیٰ نے انھیں یہ بھی طاقت دی کہ جو ان سے مدد مانگے اس کی مدد کریں اور جو انھیں آفت میں پکارے اُس کی مصیبت ٹال دیں اور ہم جو اُنھیں یہاں سے پکارتے ہیں تو عجب نہیں کہ فرشتے ہماری عرض ان تک پہنچائیں جیسے درود و سلام پہنچاتے ہیں یا حضور خود سن لیں جیسے پانچ سو برس کی راہ سے آسمان کے دروازہ کھلنے کی آواز سن لی، اور فرشتوں کے بوجھ سے جو آسمان چرچراتا ہے اس کی آواز سنتے ہیں۔ اسی طرح ان کے صدقہ میں امت کے بعض اولیا کو بھی یہ منصب ملا، خصوصاً حضرت مولیٰ علی و حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہما۔

مگر مدد یوں سمجھ کر مانگے کہ مستقل حاجت کاروا کرنے والا ایک اللہ ہے، جس کا کوئی شریک نہیں، مالک وہی ہے اور یہ اس کے پیارے، اس کے حکم سے بانٹنے والے، اس کی سرکار کے مختار بندے، انھیں خدا نے قدرت دی اور اپنی رحمت کے خزانوں پر دست رس بخشی، یہ اپنی طرف سے ایک ذرہ لینے دینے کی طاقت نہیں رکھتے، میں حقیقت میں خدا سے مانگتا ہوں اور انھیں بیچ میں وسیلہ کرتا ہوں اور جو کہیں یہ خیال کیا کہ کسی مخلوق کو اپنی ذات سے ایک شمہ قدرت ہے اُسی وقت ایمان جاتا رہے گا، نبی ہو یا ولی سب اللہ کے بندے اور اس کے محتاج، وہی جانتے ہیں جو خدا بتادے اور وہی کرسکتے ہیں جو خدا کرادے، اس نے اپنے فضل سے انھیں بڑے بڑے علم، بھاری بھاری قدرتیں دیں، وہ بندے ہیں مگر مالک کے پیارے اور آدمی ہیں مگر نہ ہم جیسے، پھر ان میں رسول اللہ ﷺ کی شان کا تو کہنا ہی کیا ہے، خدا کے بعد ان کی عظمت ہے، گویا وہ ذاتِ پاک بالکل ذاتِ الٰہی کا آئینہ ہے۔

ان کے روضۂ پاک کی زیارت دو جہان کی سعادت اور اپنے تئیں اس سے محروم رکھنا کامل ایمان دار کا کام نہیں، مسلمان کو اس میں ضرور اہتمام چاہیے اور خاص اس نیت سے کہ حضور کے روضۂ پاک کی زیارت کریں گے مدینۂ شریفہ کو ہزاروں منزل سے سفر کرنا بے شک جائز اور بے حد برکتوں کا موجب، اِسی طرح مزاراتِ اولیا کے لیے بھی سفر روا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے سبب ان کی اولاد اور ان کے دین کے علما اور ان کے شہر مکہ و مدینہ کی بھی تعظیم فرض ہے، وہاں کے رہنے والوں کو حضور کا ہم سایہ جان کر بڑی توقیر کرے، اسی طرح جو چیز حضور کی طرف منسوب ہو موے شریف یا جبہ شریف یا قدم شریف یا جو کچھ ہو اس کی تعظیم مسلمانوں پر ضرور، اور یہ خیالات دل میں لانا کہ ان چیزوں کا اصلی ہونا ہمیں کیسے معلوم ہو شیطانی خیال ہے، اگر اصل میں وہ چیز رسول اللہ ﷺ کی ہوئی اور تم نے تعظیم نہ کی تو بڑے گنہ گار ہوئے اور نہ ہوئی تو تم اپنی نیت پر ثواب پاؤ گے۔ ہاں، جو کوئی تصویر حضور کی بتائے تو اس کی زیارت نہ چاہیے کہ وہاں نہ تعظیم کرتے بن پڑے گی، نہ بے تعظیمی، اور دل کو یوں سمجھا لے کہ اگر یہ تصویر صحیح نہیں تو دیکھنے کی کیا ضرورت اور صحیح ہے تو دیکھنے کے قابل آنکھیں کہاں سے لاؤں، اللہ دنیا و آخرت میں ان کے دیدار سے محروم نہ کرے۔ آمین!

حضور کے آل و اصحاب

پیغمبروں کے بعد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کا درجہ ہے، اُمت کا کوئی ولی کیسے ہی بڑے رتبہ کا ہو کسی صحابی کے مرتبہ کو نہیں پہنچتا، خدا کی درگاہ میں جو نزدیکی و عزت انھیں حاصل اُمت میں دوسرے کو

نہیں، ان سب کی تعظیم فرض اور ان کی شان میں گستاخی گم راہی، ان کی محبت ایمان کی علامت اور ان میں کسی سے دل کشیدہ رکھنا نفاق کی نشانی، وہ سب کے سب اللہ کے بڑے محبوب اور نہایت نیک بندے، خدا سے بڑے ڈرنے والے تھے، ایمان ان کے دلوں میں پہاڑوں سے زیادہ مضبوط تھا، جو ان میں سے کسی کو فاسق بتائے آپ فاسق بد دین ہے۔

اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کئی ہزار او پر ایک لاکھ تھے، ان میں سے ہیں : ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ: حضور کے یار غار اور بڑے جاں نثار، ان کی بیٹی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بڑی پیاری بی بی تھیں۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ: ان کے سایہ سے شیطان بھاگتا، ان کی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا بھی حضور کو بیاہی تھیں اور یہ دونوں صاحب ہمارے نبی کے وزیر اور ہر کام میں مشیر تھے، حضور کے یہاں ان کی بڑی قدر تھی۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ: انھیں حضور کی دو بیٹیاں حضرت بی بی رقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت بی بی اُم کلثوم رضی اللہ عنہا بیاہی تھیں۔ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ: حضور کے چچازاد بھائی تھے، ان کے نکاح میں حضور کی سب سے زیادہ پیاری بیٹی حضرت خاتونِ جنت بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا تھیں۔ یہ چاروں صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ تھے ایک بعد دوسرے کے، حضور کی جگہ مسند پر بیٹھے اور دین کے کام خوب جاری کیے، ہر ایک خلیفہ برحق تھا، ان میں کوئی ظالم اور غیر کا حق چھیننے والا نہ تھا، جو ایسا گمان کرے اپنے ایمان کا دشمن ہے۔

اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی تھے اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، زید رضی اللہ عنہ اور ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ، چھ یہ اور چار وہ اِن دسوں کو عشرہ مبشرہ کہتے ہیں، انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ساتھ جنت کی بشارت دی اور یہ دسوں قطعی جنتی ہیں۔

اور ان کے سوا حضور کی صاحب زادی حضرت بی بی زہرا رضی اللہ عنہا اور حضور کے نواسے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضور کی بی بیاں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا وحضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضور کے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ وحضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے سوا اور صحابہ بھی قطعی جنتی ہیں، اور صحابیوں میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے باپ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ بھی تھے اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیٹی اور معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن جن کا نام پاک حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں تھیں، یہ سب صاحب اور باقی تمام صحابہ سب بڑے رتبہ والے تھے، ان میں سے کسی پر طعن کرنا اپنے دین کی شامت لگانا ہے۔ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کا دامن پاک جھوٹوں کے بہتان سے بری تھا، اللہ تعالیٰ قرآن میں ان کے پاک ستھرے ہونے کی گواہی دیتا ہے، پھر جو ایسی تہمت سے اپنی زبان گندی کرے کافر ہے۔ حضور کی سب

بی بیاں مسلمانوں کی مائیں ہیں۔

صحابہ کی شکر رنجیاں

صحابہ کی آپس میں جو بعض شکر رنجیاں ہو گئیں جیسے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ لڑے یا حضرت بی بی عائشہ، اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر نے ان سے مقابلہ کیا، یہ سب رنجشیں دونوں طرف سے فقط دین کی خیر خواہی میں تھیں، ایک کی نظر میں ایک بات دین کے لیے زیادہ بہتر معلوم ہوئی، دوسرے کی رائے میں وہ بات نامناسب ٹھہری، اس پر جھگڑا ہوا، ان وقائع میں بے جا غور کرنا حرام ہے، ہمارا کیا منہ کہ ان کے معاملہ میں دخل دیں یا خدا کی پناہ ایک کے پیچھے دوسرے کو برا کہنے لگیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: جو میرے اصحاب کو برا کہے گا اُس پر خدا اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت، خدا اس کا فرض قبول کرے نہ نفل۔

اور فرماتے ہیں: خدا سے ڈرو میرے اصحاب کے حق میں، انھیں نشانہ نہ بنا لینا میرے بعد، جو ان سے محبت رکھتا ہے میری محبت کے سبب ان سے محبت رکھتا ہے اور جو ان سے بیر رکھتا ہے میرے باعث ان سے بیر رکھتا ہے اور جس نے انھیں ستایا اس نے مجھے ستایا اور جس نے مجھے ستایا اس نے خدا کو ستایا اور جس نے خدا کو ستایا تو قریب ہے کہ خدا اسے گرفتار کرے۔

پھر مسلمان سے کیسے ہو سکے کہ ان میں سے کسی کو برا کہے یا اس کی محبت دل میں نہ رکھے۔ ہاں، اتنا سمجھنا ضرور ہے کہ ان سب لڑائیوں میں حق حضرت مولیٰ علی کی طرف تھا اور دوسری طرف والے خطا و غلطی پر، مگر نہ ایسی خطا جس پر انھیں برا ٹھہرانا روا ہو۔ قرآن فرما چکا ہے: اللہ ان سے خوش، وہ اللہ سے خوش۔ بس اسی پر ایمان رکھنا چاہیے۔

تفضیل کی تفصیل

صحابہ تمام اُمت سے افضل ہیں اور صحابہ میں سب سے افضل اور اللہ کے نزدیک رتبہ اور عزت میں سب سے زیادہ اور خدا سے بہت نزدیک حضرت ابوبکر صدیق ہیں، پھر عمر فاروق، پھر عثمان غنی، پھر مولیٰ علی اور افضل کے یہی معنی ہیں کہ اوروں سے رتبہ میں بڑا اور خدا کے یہاں عزت و وجاہت و ثواب و کرامت میں زیادہ ہو۔ ہم سنی ان باتوں میں حضرت صدیق اکبر کو انبیا و مرسلین کے بعد تمام جہان سے بڑھ کر مانتے ہیں اور شیعہ حضرت مولیٰ علی کو۔ پھر ہمارا گواہ قرآن و حدیث، ان کے لیے کوئی گواہ

نہیں۔مگر سب خوبیوں اور سب کمالات میں ایک کو دوسرے پر زیادتی نہیں۔

اور منصب ولایتِ مولیٰ علی بعد شیخین اس قدر ارفع اور اعلیٰ ہے کہ بے توسط ان کے کوئی شخص درجہ ولایت اور غوثیت اور قطبیت و ابدالیت وغیرہ کو پہنچ نہیں سکتا ہے، بعض نعمتیں حضرت مولیٰ علی کو ایسی ملیں کہ صدیق اور فاروق میں نہ تھیں، مگر قرآن وحدیث سے ثابت کہ مرتبہ بڑا صدیق و فاروق کا ہے۔مولیٰ علی فرماتے ہیں: جو صدیق و فاروق پر مجھے بڑھائے گا مفتری ہے، میں اُسے اسّی کوڑے ماروں گا۔

اور اسی سے بہ خوبی ثابت ہوا کہ اکثریت ثواب عند اللہ اور قرب رب الارباب اور ولایت اور معرفت میں بھی صدیق اور فاروق کا مرتبہ زیادہ ہے، اس واسطے کہ مصداق افضلیت کہ مسئلہ یقینی اجماعی ہے، بغیر اس کے تسلیم کے ممکن نہیں ہے۔ہاں، لوگوں کو دولت' ولایت اور عرفان بانٹنے اور خدا تک پہنچانے کا منصب حضرت مولیٰ علی کے لیے کل صحابہ کرام سے زائد ہے، اس میں اور جزئی خوبیوں میں مولیٰ علی زیادہ ہیں۔یہی مضمون شرع سے ثابت، اور ایسا ہی صوفیۂ کرام کا عقیدہ۔حضرت بی بی فاطمہ جنت کی سب بی بیوں اور حضرت امام حسن وحضرت امام حسین جنت کے سب جوانوں کے سردار ہیں۔ان سے سچی محبت رکھنے والا جنتی اور بغض رکھنے والا جہنمی ہے۔اللہ پناہ دے!

اِیمان وکفر وشرک وبدعت کی بحث

اِیمان رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کا نام ہے اُن سب باتوں میں جو وہ اللہ کے پاس سے لائے اور ان کا دین سے ہونا ایسا صریح مشہور ہو کہ کسی پر چھپا نہ رہے، ایسی باتوں کو ضروریاتِ دین کہتے ہیں جیسے روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ کی فرضیت، زنا، ظلم، جھوٹ، قتل ناحق کی حرمت، رسول اللہ ﷺ کی بڑی عظمت، حضور کے اوپر ختم نبوت، قرآنِ موجود کا بے کمی زیادتی کلامِ الٰہی ہونا اور اس کے سوا اور بہت عقیدے جن کے خلاف کو ہم او پر کفر لکھ آئے اسی قسم کی باتوں سے انکار، یا ان میں شک لانے سے آدمی کافر ہوتا ہے، باقی کیسا ہی بڑا گناہ ہو مسلمان کو اِیمان سے خارج نہیں کرتا۔

کافر ہمیشہ دوزخ میں جلیں گے، کبھی ان کا عذاب کم نہ ہوگا، اور کبیرہ گناہ والے اگر چہ بے توبہ مر گئے ہوں ہمیشہ نہ رہیں گے، بل کہ اللہ چاہے تو اپنی رحمت یا نبی کی شفاعت سے بے عذاب بخش دے یا اول آگ میں ڈال کر پاک کر لے پھر جنت بھیجے، آخر ہر مسلمان کا بہشت میں جانا اور پھر کبھی اس سے

نہ نکلنا ضرور ہے۔ اللہ تعالیٰ کفر کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جو کچھ ہے جسے چاہے معاف کر دے اور چاہے تو چھوٹے چھوٹے گناہوں پر عذاب کرے۔ کسی کلمہ گو کو کافر کہہ دینے میں بڑی اِحتیاط چاہیے۔ ہم کسی خاص شخص کا نام لے کر لعنت نہیں کرتے، کیا معلوم شاید خاتمہ ایمان پر ہو، ہاں یوں کہتے ہیں کہ سب کافروں پر خدا کی لعنت یا خاص لعنت روا ہے تو ان پر جن کا دنیا سے کافر جانا یقینی ہے جیسے ابلیس، فرعون، قارون، ہامان، نمرود، ابو جہل، ابولہب وغیرہم لعنھم اللہ، اسی لیے ٹھیک تحقیق بات یہی ہے کہ یزید پلید پر لعنت میں سکوت انسب واولیٰ اور اسلم ہے، اور یہی ہے مذہب ابوحنیفہ کا، اور مانعین اور مجوزین لعن بھی داخل اہل سنت ہیں، ہم اسے کافر کہیں نہ مسلمان، اتنا جانتے ہیں کہ حد بھر کا خبیث' مفسد' بد دین' ظالم تھا، ہر مسلمان کو اس سے نفرت چاہیے، ہر مسلمان اپنے مسلمان ہونے میں شک نہ کرے کہ شک ایمان کے خلاف ہے، لیکن ہر وقت اس سے کانپتا رہے کہ دل خدا کے ہاتھ ہے جدھر چاہے پھیر دے، مَیں ضعیف اور ابلیس سا دشمن ہر وقت گھات میں، اللہ ہی ایمان کی خیر رکھے اور دنیا سے مسلمان اٹھائے۔ آمین!

غیر خدا کو خدا ٹھہرانا شرک ہے اور یہ قسم کفر کی سب قسموں سے بدتر ہے، اس کے سوا اور کسی وجہ سے آدمی مشرک نہیں ہوتا۔ دین میں جو بات نئی نکالی جائے اور شریعت میں اُس کی کسی طرح اصل نہ ہو، بل کہ شرع کا کاٹ کرے تو وہ بات بدعت سیئہ اور گم راہی وضلالت ہوتی ہے، جیسے رافضیوں، خارجیوں، وہابیوں کا مذہب، علم تعزیے، ماتم، مرثیے جس طرح اس زمانے میں رائج ہیں اور جو ایسی نہ ہو اس میں کوئی حرج نہیں ہوتا جیسے مجلس میلاد شریف وغیرہ بہ ہیئت مروجہ حرمین شریفین وغیرہ کے۔

قیامت وآخرت کا ذکر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ آئندہ باتوں کی خبریں دیں' سب حق ہیں، انھیں میں سے ہیں قیامت کی نشانیاں دجال کا فتنہ، اِمام مہدی کی خلافت، عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اُترنا، دجال کو قتل کرنا، عالم میں دین کا ڈنکا بجا دینا، یاجوج ماجوج کا نکلنا، آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا، زمین سے ایک چار پایہ کا بر آمد ہونا اور ہر مسلمان کے ماتھے پر عصا سے نورانی نشان کرنا، کافروں کی پیشانی پر انگشتری سے سیاہ داغ بنانا اور اس کے سوا اور بہت علامتیں آنا، پھر صور کا پھونکنا، زمین' آسمان اور ان کے اندر جو مخلوق ہے سب کا فنا ہونا، پہاڑوں کا روئی کے گالوں کی طرح اڑنا، ستاروں کا ٹوٹنا، آسمانوں کا پھٹنا، پھر جلانے کا صور پھونکنا، سب کا جینا، مُردوں کا قبروں سے نکلنا، خدا کے حضور حاضر ہونا، ہاتھوں میں نامۂ اعمال کا دیا

جانا، نیکی بدی کا حساب لینا، دو پلّوں کے ترازو کھڑے ہونا، ان میں اعمال تلنا، کچھ لوگوں کا بے حساب بخشا جانا، رسول اللہ ﷺ کا شفاعت فرمانا، ان کی شفاعت سے بے گنتی گنہ گاروں کا نجات پانا، دوزخ کی پیٹھ پر پل صراط رکھنا جس کی دھار تلوار سے زیادہ تیز اور بال سے بڑھ کر باریک اور ہزاروں برس کی راہ ہے، پھر اس پر سب کا گزرنا، کافروں کا کٹ کر جہنم میں گرنا، مسلمانوں کا اپنے اعمال کے موافق جلد یا دیر میں اترنا، رسول اللہ ﷺ کو حوضِ کوثر عطا ہونا، جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے، مسلمانوں کا اسے پینا، پھر کبھی پیاس نہ لگنا، اور اس کے سوا جو خبریں حضور نے دی ہیں سب حق ہیں۔

جنت، دوزخ دو مکان ہیں، مدت سے تیار اور اب بھی موجود ہیں اور ہمیشہ رہیں گے، ان کے لیے کبھی فنا نہیں، جو ان میں جائیں گے کبھی نہ مریں گے، نہ بہشتیوں کی نعمت یا دوزخیوں کا عذاب ختم ہو، آخرت میں مسلمانوں کو بے شک خدا کا دیدار ہوگا، مگر وہ دیکھنا مقابلہ و جہت و رنگ و کیفیت سے پاک ہوگا، اِس قدر ایمان ہے کہ دیکھیں گے، یہ نہیں جانتے کیوں کر دیکھیں گے، خدا آنکھ میں سمانے کا نہیں اور دیدار میں فرق آنے کا نہیں۔ اللہ نصیب فرمائے!

متفرق مسئلے

آدمی مر کر پتھر نہیں ہو جاتا، بل کہ اس کی سمجھ بوجھ خوب باقی رہتی ہے، قبر میں نیکوں کی روح و جسم کو نعمت ملنا اور بدوں کی جان و تن پر عذاب ہونا حق ہے، منکر نکیر کا سوال حق ہے۔ کراماتِ اولیا حق ہے۔ کوئی ولی کیسے ہی رتبہ کا ہو انبیا کی بزرگی کو نہیں پہنچتا، نہ کوئی بندہ اس رتبے کو پہنچے کہ شریعت کے احکام اس پر سے اتر جائیں۔ بے پیرویِ شریعت خدا تک رسائی نہیں ہو سکتی۔ غیر خدا کو سجدہ اگر عبادت کی نیت سے ہو کفر ہے، ورنہ حرام، انبیا، اولیا کی قبر کو سجدہ بھی یہی حکم رکھتا ہے، اور غیر کعبہ کا طواف روا نہیں۔ نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنا فرض، جو اور طرف منہ کر کے نماز پڑھنا جائز بتائے کہ خدا کا منہ ہر طرف ہے، ہم جدھر چاہیں نماز پڑھیں، کافر ہے۔

قرآن و حدیث میں بعض باتیں ایسی واقع ہوئیں جن کے معنی سمجھنے میں عقل عاجز ہے، اُنھیں متشابہات کہتے ہیں، ان میں ہم اپنی طرف سے گڑھت بناوٹ نہیں کرتے، بل کہ ان پر ویسے ہی ایمان لاتے ہیں اور اُن کا مطلب سپرد بہ خدا کرتے ہیں، اور جو باتیں ان کے سوا ہیں ان سے وہی معنی مراد ہیں جو ظاہر میں سمجھ میں آتے ہیں، ان میں جھوٹی پھیر پھار کرنا بے ایمانی۔

مُردوں کو زندوں کی دعا اور خیرات سے نفع پہنچتا ہے اور اللہ تعالیٰ دعاؤں کا قبول کرنے والا اور حاجتوں کا روا فرمانے والا ہے۔ مولیٰ علی کے باپ ابو طالب کافر مرے، اور بہ لحاظ عار و حمیت باوجود معرفت کے دین اِسلام اِختیار نہ کیا۔ بخاری و مسلم کی احادیث صحیحہ سے کفران کا ثابت ہے، مگر سب کافروں میں عذاب اُن کا اہون ہے از رُوے احادیث و متفقہ علیہا کی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماں باپ کو برا کہنا روا نہیں کہ ہم اللہ سے امید واثق رکھتے ہیں کہ اگرچہ وہ عہد نبوت اِسلام سے پہلے مرے زمانۂ فترت میں، مگر ہرگز دوزخ انھیں نہ چھوئے گی۔

نماز ہر مسلمان کے پیچھے ہو جاتی ہے اگرچہ بدمذہبوں اور فاسقوں کے پیچھے مکروہ ہے۔ موزوں پر مسح درست ہے۔ امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد چاروں امام حق پر تھے، انھوں نے قرآن و حدیث میں غور کر کے دین کے مسئلے نکالے اور اُمت پر آسانی کر دی، ایسے لوگوں کو مجتہد کہتے ہیں، ان چاروں میں جس کی پیروی کرلے گا شرع پر چلنے کو کافی ہے۔ کسی کو برا سمجھنا یا اس کے کسی مذہب سے نفرت کرنا بڑی ناشکری، بھاری بے سمجھ کا کام ہے، نہ یہ چاہیے کہ ہر طرف بھٹکتے پھرو، ایک کا دامن پکڑ لینے میں کیا حرج ہے۔ مجتہد جب فکر کر کے مسئلہ نکالتا ہے تو اس سے کبھی غلطی بھی ہو جاتی ہے مگر وہ اس غلطی پر بھی ثواب پاتا ہے۔

شریعت سے ٹھٹھا اور اس کی تحقیر کرنا کفر ہے۔ ہنسی کی راہ سے کفر کا مرتکب ہونا بھی کفر ہے۔ جو کوئی نجومی یا پنڈت یا رمال کی باتوں پر یقین لائے اور انھیں غیب کا حال جاننے والا بتائے، کافر ہو جائے۔ خدا کی رحمت سے بالکل نا اُمید یا اس کے غضب سے بالکل نڈر ہو جانا کفر ہے۔ ایمان خوف و رجا کے درمیان ہے اور جان لو کہ خدا کا عذاب سخت اور وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

وَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ وَ صَحْبِهِ الْمُكَرَّمِيْنَ اَجْمَعِيْنَ۔